علامہ سید شمس الحق صاحب افغانی قدس سرہ
مرتب :- جناب مولانا عبدالغنی صاحب

معارف قرآنیہ

قارئین کرام حضرت علامہ سید شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قیام بہاولپور کے دوران جو درس قرآن بیان فرمائے تھے ان میں سے چند آیات قرآنی کے نکات پیش کئے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ ان کے پڑھنے سے علمی افادہ ہوگا۔ آیات قرآنی کی مختصر تشریح کے علاوہ کچھ حضرت جیؒ کے بیان کردہ فرمودات بھی ہوں گے۔ نیز جن سادہ اور آسان الفاظ میں حضرت جیؒ نے بیان کئے انہی الفاظ کو ہی تحریر کیا جارہا ہے، اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

(۱) مقام قرآن و مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم :- حضرت جیؒ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ قرآن شریف کا مقام بلند ہے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ آپ نے فرمایا! ایک ہے معجزہ اور دوسرا ہے صاحب معجزہ۔ معجزہ سے صاحب معجزہ کا مقام بلند ہوتا ہے۔ قرآن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

(۲) اللہ کی رسی :- "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔ مفسرین نے حبل کو استعارہ لیا ہے۔ حبل سے اللہ کا دین، قرآن یا شریعت محمدی کوئی مراد لے لو۔ حبل میں دو صفات ہیں۔ (۱) ارتقاء (۲) تحفظ عن الاسقاط۔ ڈول کو رسی سے باندھ کر کھینچو تو ڈول کو اوپر بھی لے آتی ہے اور گرنے سے بھی بچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کو خلوص اور پختگی سے اپناؤ گے تو دینی اور دنیوی دونوں کامیابیاں حاصل ہوں گی۔

(۳) سادہ اور تعلیمی جاہلیت :- "وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ" فرمایا کہ گھروں میں برقرار ہو اور اب تم پرانی جاہلیت والی عورتوں کی طرح آزادانہ نہیں پھر سکتیں۔ قرآن کریم نے یہاں جاہلیت اولیٰ کا ذکر کیا تو اولیٰ اخریٰ کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً جب ہم کہیں کہ پہلی گاڑی آگئی یا پہلی جماعت آگئی تو ذہن فوراً اسی بات کی طرف جاتا ہے کہ دوسری بھی آئے گی۔ تو ہم حیران تھے کہ قرآن نے پہلے والی جاہلیت کی تخصیص کیوں کی؟ تو یہ جاہلیت اولیٰ اخریٰ کی طرف اشارہ ہے۔ تو خدا کو تو معلوم تھا کہ یورپ اورامریکہ کی تعلیم کے نام سے دوسری یعنی بعد میں

تعلیمی جاہلیت آئے گی اور تعلیمی جاہلیت بنسبت سادہ جاہلیت کے زیادہ نقصان کرتی ہے۔ سادہ جاہلیت کی اصلاح ممکن نہیں ہے اور تعلیمی جاہلیت کی اصلاح ممکن نہیں جیسے آجکل آپ دیکھ رہے ہیں۔

(۴) فتنہ وفساد میں فرق :- " تکن فتنة فی الارض وفساد کبیر " اگر تم نے (مسلمانو حق کی حفاظت نہ کی اور کفر غالب آگیا کسی بھی زمانے میں تو ملک میں فتنہ وفساد پھیلے گا۔ جس کے تم ذمہ دار ہوگے۔ یعنی علماء کرام بالخصوص اور مسلمان بالعموم کیونکہ انہوں نے حق لوگوں تک نہیں پہنچایا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حقوق کی تباہی ہو تو اسے فتنہ کہتے ہیں اور جب انسانی حقوق کی تباہی ہو تو اسے فساد کہتے ہیں۔

(۵) اسلامی ثقافت یا تہذیب :- آج کل ہمارے پاکستانی لیڈروں کی زبان پر ایک لفظ عام بولا جاتا ہے۔ (ثقافت) ہر ملک کے وفد ایک دوسرے ممالک بھیجے جاتے ہیں جو آپس میں ثقافتی وفود کا تبادلہ کرتے ہیں اور ثقافتی معاہدات بھی ہوتے ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ دور حاضر کی حکومتوں کیلئے یہ (ثقافت) ایک بہت بڑا اہم مسئلہ ہے اور لیڈروں اور حکمرانوں کی زبان پر یہ ورد ہے کہ مسلمانوں کی ثقافت کی حفاظت ہونی چاہیئے۔ مگر یہ صاحبان ثقافت اور تہذیب کے معنی ومفہوم تک نہیں جانتے۔ میں مختصر طور پر یہ بتلادوں کہ ثقافت وہاں سے چلی ہے جہاں سے اسلام چلا ہے یعنی جب سے اسلام آیا پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ثقافت بھی اسی دن سے چلی میرا خیال ہے کہ اس جملے پر ذرا غور کریں تو آسانی سے سمجھ آجائے گا کہ اسلامی ثقافت کیا ہے دو لفظ ہوئے۔ (۱) اسلامی (۲) ثقافت

" فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم لعلهم یذکرون "

ترجمہ :- اگر تم انہیں (بدعہد لوگوں کو) جنگ میں دیکھ لو تو انہیں ایسی سزا دو کہ پیچھے والے بھاگ جائیں تاکہ آئندہ کے لئے انہیں سبق آجائے۔

ثقافت کیا چیز ہے ؟ :- حضرت امام راغبؒ فرماتے ہیں : " الحذق فی الامورو فعله " (کہ کسی معاملے کو درست سمجھنا اور اسی کے مطابق عمل کرنا۔ یہ ہے ثقافت کا معنی)۔ تو ثقافت تو ہر چیز کی ہوسکتی ہے مگر یہاں نسبت ہے اسلامی۔ یعنی اسلامی ثقافت۔ جب اسلامی لفظ ساتھ لگ جاتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ (اسلامی امور کو درست سمجھنا اور ان کے مطابق عمل کرنا)۔

قرآن مجید کیا کہتا ہے؟ :- قرآن کہتا ہے کہ اسلام کے سوا کسی انسان، کسی قوم یا کسی ملک سے کوئی نظریہ آجائے تو قرآن کی اصطلاح میں اسے جاہلیت کہتے ہیں۔

" افحکم الجاهلیة یبغون ومن احسن من الله حکماً لقوم یوقنون " (اب کیا حکم

چاہتے ہیں کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا یقین کرنے والوں کیلئے)۔
کیا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کافی نہیں ۔ اب تم دوسرں سے تہذیب وثقافت لیکر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو توڑتے ہو ۔ یہ تو ثقافت کا مفہوم تھا ۔ ثقافت کے مختلف شعبے ہیں ۔
جاہلیت کی ثقافت :- یعنی کفار کی ثقافت ۔ (۱) عورت کا ناچ گانا (۲) شراب خوری (۳) مال کو بے جا صرف کرنا (۴) اللہ تعالیٰ اور آخرت کو بھولنا (۵) فوٹو کھینچوانے کا عاشق بننا وغیرہ ۔ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں یہ مذکورہ بالا بے حیائی اور فحاشی تھی ؟
اسلامی ثقافت :- اسلام نے ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں ثقافت دی ہے ، اس پر چل کر ہماری بقا ہے ۔ زندگی ، موت وحیات ، خوشی وغمی ، تندرستی وبیماری ، مجلس وتنہائی ، اخلاق وتعلیم ، ذکر وعبادت وغیرہ ان سب میں اسلام ہمیں ایک ثقافت دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم اس ثقافت پر چل کر اپنی بقاء کو محفوظ رکھیں ۔ یہ قاعدہ ہے کہ جو قوم اپنی ثقافت اور سابقہ روایات کو برقرار رکھے وہ قوم زندہ رہتی ہے ۔ دنیا میں ایسی قوم ہندو دیکھی گئی ہے ۔ بزدل اور بخیل ہونے کے باوجود بھی قائم ہے ۔ حالانکہ وہ باطل روایات رکھتی ہے اور مسلمان جس کے حق کی روایات ہیں صرف ان پر عمل نہ کرنے کیوجہ سے ریت کا ٹیلہ بنا ہوا ہے کہ جس طرف سے ہوا کا طوفان آیا وہ اپنے ساتھ اڑا کر لے گیا ۔ آج ہم مسلمانوں پر جو مصائب ہیں یہ اپنی ثقافت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہیں ۔

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ چلنا　　　منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

(۲) اسلامی معاشرت :- معاشرت عربی زبان کا لفظ ہے ۔ آج ہر طرف سے یہ آوازیں آتی ہیں کہ معاشرہ درست کرو مگر پتہ یہ بھی نہیں کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے ۔ یہ لفظ عشرۃ : سے نکلا ہے اور عشرۃ کا معنی دس اور عشرۃ عربی زبان میں کبھی بہت کے معنی میں بھی آتا ہے ۔ یعنی عشرۃ کا لفظ کثرت کے معنی میں بھی آتا ہے ۔ ایک سے دس تک عدد ختم ہوگئے پھر احد عشر کہتے ہیں ۔ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں کہ معاشرہ کو معاشرہ اس لئے کہتے ہیں کہ جب کسی قوم کا معاشرہ درست ہو تو ایک آدمی دس یا اس سے بھی زائد آدمی بن جاتا ہے ۔ مثلاً ایک آدمی کے محلے میں ایک سو آدمی رہتے ہیں اور وہاں اسلامی معاشرہ ہو تو وہ سب ایک دوسرے کے ہمدرد ہیں تو ایسی صورت میں وہ ایک آدمی نہیں بلکہ سو ہیں ۔ تو وہاں کا ہر ایک آدمی سو ہے اور اگر معاشرہ درست نہ ہو تو وہ تنہا ہے ۔ ایک ہے اور باقی اس کے اردگرد سب دشمن ہیں ۔
اسلامی معاشرے کا سرچشمہ :- ہمارے معاشرے کا سرچشمہ قرآن وسنت ہیں ۔ دیگر قوموں

سے صنعت وحرفت تو درآمد کریں گے مگر معاشرہ درآمد نہیں کرینگے۔ آج چین سے تعلق ہوا تو کچھ لینا ہے لیں گے مگر اس کا معاشرہ نہیں اپنائیں گے۔ اسکا نظریہ اور افکار نہیں اپنائیں گے۔ اگر معاشرہ بدلا تو قوم کی خصوصیت بدل جائیگی۔ اگر معاشرہ بدل گیا تو ہم کاغذی پھول بنکر رہ جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود مدینہ اور نجران کے عیسائیوں سے معاہدے کئے تھے۔

۱ کیا آپؐ نے ان کا معاشرہ اپنایا تھا؟ نہیں (۲) کیا ان کے افکار اپنائے تھے؟ نہیں

(۳) کیا ان کی ثقافت اور تہذیب وتمدن اپنائی تھی؟ نہیں

(۷) علم گھول کر پیا ہے :- حضرت مولانا محمد شریف کشمیری رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت علامہ افغانیؒ کے نامور شاگرد گزرے ہیں۔ ان کے شاگرد مولانا کفایت اللہ قاسمی صاحب جو اس وقت فوج میں خطیب ہیں۔ انہوں نے مجھے حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ کے حوالے سے بات سنائی، کہ حضرت کشمیریؒ نے فرمایا جب میں دیوبند میں پڑھتا تھا تو مہتممؒ صاحب کو کسی نے شکایت کردی کہ افغانی صاحبؒ جو اسباق پڑھاتے ہیں ان کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ مہتممؒ صاحب نے افغانیؒ صاحب سے اس شکایت کا ذکر کیا تو افغانیؒ صاحب نے کہا کہ آپ کو مجھ سے صحیح کام لینے کی غرض ہے یا کہ مطالعہ کی؟ اس جواب سے معترض صاحبان کی تسلی نہ ہوئی وہ معترض ہی رہے تو مہتمم صاحبؒ نے فرمایا ہم آپکا سبق پڑھانا سنیں گے۔ حضرت افغانیؒ صاحب نے کہا بہت خوشی سے سنیں۔ تو ایک دن سبق کے وقت دیوبند کے تمام اساتذہ کرامؒ کمرے میں تشریف لے آئے۔ ابھی سبق شروع نہیں ہوا تھا کہ چند اساتذہ کرامؒ نے پوچھا کہ دوران سبق سوال کرنے کی اجازت ہوگی؟ افغانیؒ صاحب نے فرمایا نہیں۔ میں بیان کرتا ہوں اگر آپکی تشفی نہ ہوتو بیان کے بعد سوالات کرلینا۔ حضرت افغانی صاحبؒ نے وہی اپنے انداز میں ایک طالب علم سے پوچھا کیا بیان چل رہا تھا؟ بس طالب علم ابھی بات شروع ہی کررہا تھا کہ آپؒ نے سبق پر بیان شروع کردیا۔ سبق فلسفہ کی کتاب کا تھا، مضمون خاصا مشکل تھا۔ افغانیؒ صاحب نے علماء کرامؒ کو دیکھ کر اس دن اپنے بیان کا انداز بالکل بدل لیا۔ کلام طلبہ کے معیار سے بلند کرکے بیان کرنے لگے۔ جب حضرت افغانیؒ کا علم وفن خوب جوش پر تھا تو تمام اساتذہ کرامؒ حیران بیٹھے نظر آرہے تھے۔ جب افغانی صاحبؒ نے سبق ختم کیا تو اپنے مخصوص انداز میں اساتذہ کرام سے پوچھا (مضمون آیا) سب نے کہا ماشاء اللہ

بعدازاں حضرت افغانیؒ نے فرمایا اساتذہ کرام! ہم نے حضرت (انورشاہ) نوراللہ مرقدہ کا علم صرف پڑھا ہی نہیں بلکہ گھول گھول کر پیا ہے۔ آپ جس فن کی کتاب اٹھالائیں کسی مقام کی عبارت

پڑھنے کی ضرورت نہیں صرف اس مقام کے باب کا نام لیں ہم اس پر بیان شروع کردیں گے۔ ہم نے علم استادوں کے پاؤں دبا کر حاصل کیا ہے یہ ان کا فیض ہے۔

(۸) حق و باطل کی ٹکر :- اگر دیکھا جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لیکر آج تک حق و باطل کی آپس میں تین ٹکر ہوئی ہیں۔

(۱) بدر کے مقام پر حق و باطل کی پہلی ٹکر ہوئی۔ اس وقت ایمان اور عمل پورے اخلاص سے عروج پر تھا کہ پھر دنیا نے دیکھا کہ ہزاروں سال پرانی باطل کی عظیم سلطنتوں کو حق نے تباہ و برباد کر ڈالا حالانکہ اس وقت مسلمانوں کے پاس دنیاوی اسباب نہ ہونے کے برابر تھے، صرف قوت ایمانی تھی۔ (۲) دوسری ٹکر ۶ سنہ ھ میں تاتاریوں سے ہوئی۔ اس وقت کچھ اسلامی اخلاق باقی تھے۔ مکمل طور پر اسلام کا وجود نہ تھا۔ مگر ان اسلامی اخلاق کی وجہ سے ان تاتاریوں میں سے مغل اور ترک عثمانی پیدا ہوئے۔ (۳) تیسری ٹکر برصغیر ہندوستان میں ۱۸۵۷ء میں ہوئی اس وقت نہ اسلام تھا اور نہ اسلامی اخلاق باقی تھے۔ پھر دیکھ لیا کہ آج تک مسلمان سنبھل نہ سکے۔ مسلمانوں کی ترقی کا راز صرف اور صرف اسلام پر عمل کرنے میں ہے۔

(۹) تخلیقی مطابقت :- جمادات، نبات، حیوانات اور انسان، ان سب کی تخلیق میں خدا تعالیٰ نے مطابقت رکھی ہے۔ تخلیقی لحاظ سے اگر ایک چیز جمادات میں ہے تو نباتات میں وہ چیز بھی رکھی اور ساتھ اپنی حکمت کے تحت اسے دوسری چیز بھی عطا کی اسی طرح حیوانات اور انسان بھی جس طرح ز، و میں اگر ایک نہ ملایا جائے تو وہ تین نہیں بنتا اور جب تک تین میں ایک نہ ملایا جائے تو چار نہیں بنتا وغیرہ۔ تخلیق میں چار چیزیں ہیں۔ (۱) وجود (۲) نشوونما (۳) حرکت ارادی (۴) شعور

جمادات :- جمادات کو خدا تعالیٰ نے وجود دیا ہے ان میں نشوونما، حرکت ارادی وغیرہ نہیں، وہ پہلے دن سے جس وجود میں آئے اسی طرح اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ مثلاً زمین و آسمان اور پہاڑ۔

نباتات :- نباتات کو خدا تعالیٰ نے جمادات کی طرح وجود بھی دیا اور ساتھ دوسری چیز نشوونما بھی عطا کی، مثلاً درخت میں بڑھنے اور پھیلنے کی صلاحیت موجود ہے، وہ اپنی قسم کے مطابق قدآور بھی بنتا ہے اور اردگرد پھیلتا بھی ہے۔

حیوانات :- حیوانات کو اللہ تعالیٰ نے جمادات کی طرح وجود اور نباتات کی طرح نشوونما کے علاوہ حرکت ارادی عطا کی کہ جانور اپنے ارادے سے حرکت کرتے ہیں۔

انسان :- انسان کو اللہ تعالیٰ نے جمادات کی طرح وجود اور نباتات کی طرح نشوونما اور حیوانات کی طرح حرکت بھی دی۔ اب اگر انسان یہاں تک ہے تو وہ حیوان ہے انسان نہیں۔ یعنی نفسانی

خواہشات پر عمل کرنے والا حیوان ہے انسان نہیں۔ اسی لئے ایسے انسان کو بل ھم اضل کہا گیا۔ کہ شعور کے باوجود حیوانوں جیسی حرکات کرتا ہے تو وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے۔ انسان کو شعور عطا کیا کہ وہ اپنے شعور سے منفعت حاصل کرے اور مضرت سے بچے۔ تو انسان وہ ہے جو اپنے قصد حیات کو سمجھے۔ وہ ہے اللہ کی عبادت کرنا۔ "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" (ہم نے جن اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا)۔

(۱۰) فیضان خدا :- حضرت افغانیؒ کی عادت تھی کہ آپ چاہے طلباء کو درس دیں یا عوام الناس میں تقریر فرمادیں تو آپؒ کو پہلے سے موضوع یا عنوان کا کوئی علم نہیں ہوتا تھا۔ بس بیان سے قبل پوچھتے کیا بیان کرنا ہے؟ بس ابھی طالب علم پہلا لفظ منہ سے نکالنا ہی تھا کہ آپ معاً بیان شروع فرمادیتے۔ تو ایک مجلس میں چند بزرگوں نے حضرت جیؒ سے تعجب کے انداز میں سوال کردیا۔ تو حضرت جیؒ نے فرمایا (ہمارا کیا بس ہم نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور پرنالہ عرش سے جڑ گیا) جو کچھ اوپر سے آتا گیا ہم اسے بیان کرتے گئے۔ یہ فیضان خداوندی ہے۔

(۱۱) حیوان ناطق :- حضرت جیؒ چونکہ صاحب کشف بزرگ تھے یہ تو ہم نے اکثر دیکھا تھا کہ آپؒ درس کے دوران طلباء اور لوگوں کے سوالات کا جواب بغیر سوال کئے بیان فرماتے اور دوران درس جواب دیتے وقت حضرت جیؒ اسی شخص کی طرف دیکھتے جس کے دل میں وہ سوال ہوتا تھا۔ ان حضرات میں میرے ایک استاد محترم بھی ہیں اور جو ابھی تک کالج میں پروفیسر ہیں۔ یہ استاد محترم نہ صرف مودودیت سے تائب ہوئے بلکہ حضرت جیؒ سے بیعت بھی ہوئے۔ جب استاد محترم نے حضرت جیؒ کو یہ باتیں سنائیں تو آپؒ تھوڑے سے مسکرادئے۔ اس وقت وہ پروفیسر صاحب محترم فاروق صاحب، صاحب صورت وسیرت شخص ہیں۔ یہ حضرت افغانیؒ کی صحبت کا اثر ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ مولانا محمد اکرم صاحب نامی عالم کا ہے۔ یہ ایک سرکاری درس گاہ میں عربی مدرس ہیں، درویش صفت عالم ہیں۔ یہ ایک سوال ذہن میں لے کر جامعہ اسلامیہ حضرت جیؒ کے درس بیضاوی میں پہنچے۔ حضرت جیؒ کے جلال کو دیکھ کر سوال کی جرات نہ ہوتی تھی۔ جب حضرت جیؒ نے اپنے مخصوص شفقت بھرے انداز میں ان مولوی صاحب کی طرف دیکھا بھی سہی اور سوال کیے بغیر جواب بھی فرمایا تو مولوی محمد اکرم صاحب کہتے ہیں کہ میرے آنسو نکل آئے۔ اب بھی یہ بات سنانے مولوی صاحب خوب روتے ہیں۔ (سوال) یہ تھا کہ فلسفہ ومنطق نے انسان کی تعریف کی ہے "الانسان حیوان ناطق" (کہ انسان بولنے والا حیوان ہے) حالانکہ بولنا ملائکۃ اللہ، جن

اور بعض پروقاروں سے بھی ثابت ہے ؟۔ حضرت جیؒ نے فرمایا انسان کی یہ تعریف غلط کی گئی ہے۔ انسان کی تعریف حضرت مولانا رومیؒ نے صحیح فرمائی ہے، کہ " الانسان عاشق " (انسان عاشق ہے)۔

(۱۲) علم کا مقام عبادت سے بلند ہے :- (اگر عبادت کا مقام بلند ہوتا تو خلافت الٰہیہ ملائکہ کو ملتی) ملائکہ کو خلافت نہیں ملی، حضرت آدم علیہ السلام کو ملی۔ حالانکہ ملائکہ انتہائی عبادت گزار ہیں ذرا بھی نافرمانی نہیں کرتے : " لایعصون اللّٰہ ما امرھم ویفعلون مایو مرون " (جو حکم کیا جائے اسے بجا لاتے ہیں) اور ملائکہ کی عمر بھی لمبی ہے کہ پیدائش سے قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ان کے مقابلے میں انسان اتنی عبادت نہیں کرسکتا۔ انسان کی عمر کم ہے، نیند میں عبادت نہیں ہوسکتی بیداری میں بھی دنیاوی کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے عبادت نہیں ہوسکتی۔ صرف علمی برتری ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت عطا فرمائی۔ تو علم کو عبادت پر فوقیت ہوئی (س) ایک موقعہ پر مجھ سے سوال ہوا کہ علم کو عبادت پر فوقیت کیوں ہوئی ؟ ج: میں نے کہا کہ عالم اللّٰہ تعالیٰ کی صفت ہے اور عبدیت یہ بندہ کی صفت ہے۔ (حضرات اولیاء کرام بھی بہت بڑے عالم ہوا کرتے تھے)۔ حضرت داتا گنج بخشؒ بہت بڑے عالم تھے صرف عبادت گزار بزرگ نہ تھے۔ حضرت محمد ابن ختلیؒ آپ کے استاد تھے۔ جب داتا صاحب لاہور میں آئے تو سب سے پہلے مسجد بنوائی جو مزار کے قریب ہے۔ تو لاہور سے دمشق اپنے استادؒ کے پاس چلے گئے۔ ان کی وفات کے بعد دوبارہ لاہور تشریف لائے۔ (لاہور کو پہلے لہاور کہتے تھے)۔

حضرت داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے استاد محترمؒ کی وفات میری گود میں واقع ہوئی ہے۔

حضرت داتا صاحب: چین، روس اور ترکستان کے علاقوں میں علم حاصل کرنے کیلئے تشریف لے گئے۔ یہ علاقے علم والے تھے۔ آج ہماری بدبختی کی وجہ سے یہ علاقے ہم سے چھین گئے۔ یہ علم سے تعلق اور عشق کی بات تھی کہ حضرت داتا صاحبؒ اپنے استادؒ کی زیارت کیلئے دمشق تشریف لے گئے اور گئے بھی پیدل۔ حضرات ائمہ کرامؒ اور حضرات محدثین کرام کو بھی علم کی وجہ سے مقام نصیب ہوا۔

حدیث: " فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علیٰ سائر الکواکب "

ترجمہ :- عالم کو عابد پر ایسے فضیلت ہے جیسے چودھویں کے چاند کو باقی ستاروں پر۔

عبادت میں ملائکہ بڑھکر تھے اور علم میں حضرت آدم علیہ السلام۔ تو خلافت علم کی طرف گئی۔

(بقیہ آئندہ شمارہ میں)